رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَاءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ

دیں کی نصرت کے لئے اک آسماں پر شور ہے | عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا | اب گیا وقتِ خزاں آئے ہیں پھل لانیکے دن

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اُس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اُسکی سچائی ظاہر کر دیگا۔ (الہام مسیح موعود)

الفضل

چندہ بیرونِ ممالک … سات روپے

میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤنگا۔ (الہام مسیح موعود)

فہرست مضامین

جلد ۶ | ۲۱ دسمبر سنہ ۱۹۱۸ء | شنبہ | ۱۶ ربیع الاول سنہ ۱۳۳۷ھ | نمبر ۴۶

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بفضلِ خدا خیریت سے ہیں۔ خطبہ جمعہ حضور نے ہی پڑھا۔

انجمن ترقی اسلام کی طرف سے اسباق القرآن کا دوسرا جز جو سورہ بقرہ سے شروع ہو کر تیسرے رکوع کے کچھ حصہ تک ہے ۲۰×۲۶ کے ۳۲ صفحہ پر شائع ہو گیا ہے جس کی قیمت ۲ر رکھی گئی ہے ترجمہ قرآن پڑھنے والے احباب منگوا کر فائدہ اٹھاویں۔

صدر انجمن احمدیہ اور ترقی اسلام کے صیغہ جات کے انتظام کے متعلق بعض نئی تجاویز پر غور ہو رہا ہے۔

جلسہ سالانہ کے متعلق نہایت ضروری اعلان

تمام احمدی احباب کو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اطلاع دی جاتی ہے کہ امسال سالانہ جلسہ دسمبر کے آخری ہفتہ میں نہیں ہوگا بلکہ اپریل ۱۹۱۹ء میں ایسٹر کی تعطیلات کے موقعہ پر ہوگا۔ جو احباب اس اعلان کو پڑھیں انہیں چاہئے کہ اپنے گرد و نواح میں جہاں جہاں اخبار "الفضل" نہیں پہنچتا وہاں خود جا کر یا کسی آدمی کو بھیج کر وہاں کے احمدیوں کو اس سے بہت جلد آگاہ کر دیں۔ یہ بھی حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی طرف سے ضروری حکم ہے۔

ضروری اطلاع

مولوی محمد علی صاحب کے خط کا جواب حضرت خلیفۃ المسیح نے دیدیا ہے۔ جو چھپکر شائع ہو گیا ہے۔ اس میں مولوی محمد علی صاحب کے سامنے بجائے اس بے ضابطہ مباحثہ کے جس کی آنھوں نے دعوت دی ہے ایک باضابطہ مباحثہ کی تجویز پیش کی ہے۔ اگر مولوی محمد علی صاحب نے اس دعوت کو قبول کر لیا اور شرائط مباحثہ کا تصفیہ ہو گیا تو اس وقت احباب کو مقام مباحثہ اور تاریخ مباحثہ سے اطلاع دیجائیگی۔ بڑے دن کی تعطیلات میں لاہور میں کوئی مباحثہ نہیں ہوگا۔ اس لئے احباب کو اطلاع دیجاتی ہے کہ احباب مباحثہ کی امید پر سفر کی تکلیف نہ اٹھائیں۔

شیر علی عفی عنہ ۲۰- دسمبر ۱۹۱۸ء

مولوی محمد علی صاحب کی چٹھی کا جواب
حضرت خلیفۃ المسیح کی طرف سے

مکرمی مولوی صاحب ۔ السلام علیکم ۔

آپ کا ایک مطبوعہ اعلان جس میں آپ نے مجھے اور میرے مبائعین کو لاہور آنے کی دعوت دی ہے مجھے ملا ۔ مجھے تعجب ہے کہ جہاں آپ کو یہ معلوم ہوا کہ اس سال ہم نے جلسہ اپریل تک ملتوی کر دیا ہے ۔ وہاں آپ کو یہ نہ معلوم ہوا کہ جلسہ کے التواء کی وجوہ کیا ہیں ۔ کیونکہ اگر آپ ان وجوہ کو مدنظر رکھتے ۔ اور حق جوئی آپ کے مدنظر ہوتی ۔ تو کبھی ایسا اعلان شائع نہ کرتے ۔

جیسا کہ اخبارات میں شائع ہو چکا ہے جلسہ کے اس سال ملتوی کرنے کی یہ وجہ ہے کہ ۔

(۱) تو ابھی ملک میں ایک سخت وبا پڑ چکی ہے بلکہ بعض حصص ملک میں ابھی تک پڑی ہوئی ہے پس خطرہ ہے کہ بیماری سے تازہ اٹھے ہوئے لوگ سفر کی تکلیف نہ برداشت کر سکیں ۔ یا اجتماع سے کسی قسم کی تکلیف ہو جاوے ۔

(۲) قحط سالی کے اخراجات جن کے ساتھ بیماری کے اخراجات مل گئے ہیں

پس ضروری سمجھا گیا کہ جب تک ایک عرصہ نہ گذر جاوے کہ لوگ اپنی صحت میں ترقی کر لیں اور جو بار خرچ ان پر پڑ چکا ہے ۔ وہ ہلکا ہو جاوے اس وقت تک جلسہ نہ کیا جاوے ۔

اب ان وجوہ کے اعلان کے باوجود آپ کا یہ لکھنا کہ اس موقعہ پر مبائعین اور میں یا میرا قائم مقام لاہور آویں اگر ایک چالاکی نہیں ۔ تو اور کیا ہے آپ بڑی مہربانی سے کھانے کے متعلق تو دعوت دیتے ہیں ۔ مگر دوسری ضرورتوں اور اخراجات کا کون ذمہ دار ہوگا ۔ پھر اس قحط سالی میں دو دفعہ اخراجات غربا کس طرح برداشت کریں گے ۔ اگر لاہور آویں تو دوبارہ قادیان آنا مشکل ہوگا ۔

علاوہ ازیں احقاق حق کا یہ کونسا طریق ہے کہ ایک جلسہ میں تو آپ اپنی تقریر کریں ۔ اور اس کے تین ماہ کے بعد ہم اس کے زہر کا ازالہ کریں* کیا آج تک کسی انسان نے اس تجویز کو منظور کیا ہے ؟ پس اگر آپ میں کچھ بھی صداقت کا پاس ہے تو اس قسم کی چالاکیوں کو ترک کر کے ایک مجلس مناظرہ کا فیصلہ کریں جس میں اصل اختلافی مسائل پر برابر حقوق کے ساتھ گفتگو ہو جاوے اور ایسے مقام پر ہو کہ وہ ہم دونوں کے لئے برابر ہو ۔ اس میں ہمارے آدمی بھی شامل ہوں اور آپ کے بھی اگر یہ بات آپ کو منظور ہو تو اپنے کسی معتبر کو اس کام کے لئے مقرر کر کے مجھے اطلاع دیں ۔ جو فیصلہ شرائط میں آپ کا قائم مقام ہو ۔ میری طرف سے مولوی فضل الدین صاحب پلیڈر رہیں گے ۔

خاکسار مرزا محمود احمد قادیان

۱۸ - دسمبر ۱۹۱۸ء

---

* گو آپ نے اپنے جلسہ میں ہم کو اعتراض کرنیکا موقعہ دینے کا ذکر کیا ہے ۔ لیکن ہر ایک عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ اول تو اعتراض کرنے والے کے لئے وقت بہت کم ہوا کرتا ہے ۔ علاوہ ازیں آخری تقریر مدعی کی ہوتی ہے پھر سب سے بڑی بات یہ کہ صرف اعتراض کرنے سے پوری طرح کسی زہر کا ازالہ نہیں ہو سکتا ۔ اور نہ ہی اس سے سامعین کی پوری پوری تشفی اور تسلی ہوا کرتی جب تک معترض علاوہ خصم کے دلائل کو توڑنے کے اپنے معتقدات کو مفصل طور پر مع دلائل نہ بیان کرے لیکن اس کے لئے آپ تین ماہ بعد کا وقت مقرر کرتے ہیں

اخبار احمدیہ

جشن فتح کا جلسہ بمبئی میں

تاریخ مقررہ پر بمبئی کی جماعت احمدیہ نے گورنمنٹ برطانیہ کی عظیم الشان فتح کی خوشی میں جلسہ منعقد کیا ۔ اس کی کارروائی کی اطلاع حکام بالا اور مختلف اخبارات کو دیگئی ۔

انتقال

میرا پیارا بچہ محمد عبد اللہ بعمر ۹ سال ۱۰ دسمبر کو رات عشاء کے بعد ۱۰ بجے تک میرے انتظار میں کھیلتا رہا ۔ کیونکہ میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے ساتھ شکار گیا ہوا تھا ۔ اسیلئے ۱۲ بجے آیا اور عزیز کو ۱ بجے بخار ہوا ۔ اور کچھ ایسا بخار ہوا کہ صبح ۱۰ بجے کو عزیز کی نبض مفقود ہو گئی ۔ اور حواس جاتے رہے ۔ اور بتاریخ ۱۱ تاریخ کو رات ۱۰ بجے فوت ہو گیا ۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ۔

مرحوم اپنی مرحومہ ماں بنت حضرت خلیفۃ المسیح اول کی بہت ہی عزیز یادگار تھی ۔ احباب جنازہ پڑھیں اور میرے لئے اور اس کے لئے دعا کریں ۔ مجھے اس کا صدمہ نہیں بھولتا (خاکسار فضل الرحمن مفتی)

درخواست دعا

ملک شیر محمد خانصاحب کوٹ رحمت خاں عارضہ دوران سر میں مبتلا ہیں ۔ احباب ان کی صحت کے لئے دعا فرماویں ۔

نماز جنازہ

برادرم بشیر الدین صاحب احمدی تاتار ہنگ بنگالہ سے لکھتے ہیں کہ ۴ - دسمبر ۱۹۱۸ء مولوی عبد الرزاق صاحب جو نہایت پرجوش احمدی عالم اور ہشتاد سالہ عمر کے بزرگ تھے فوت ہو گئے ہیں ۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ۔ احباب نماز جنازہ غائب پڑھیں ۔

دعائے صحت کی درخواست

شیخ غلام غوث برادر خورد کری شیخ یعقوب علی صاحب چند یوم سے بعارضہ تپ محرقہ بیمار ہیں ۔ احباب دعا فرماویں کہ خدا تعالیٰ اس سعید

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

الفضل

قادیان دارالامان ۲۱- دسمبر ۱۹۱۸ء

سالانہ جلسہ کا التوا
اور
مولوی محمد علی ایم اے کی چالبازی

حال میں مولوی محمد علی - ایم - اے - کی طرف سے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کے نام ایک چٹھی بھیجی ہے جسے دیگر اصحاب کے نام بھیجنے کے علاوہ ۸- دسمبر کے پیام صلح میں بھی شائع کیا گیا ہے - اس میں مولوی محمد علی ایم اے نے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کو مخاطب کرتے ہوئے لکھا ہے کہ :-

" اس دفعہ آپ کا جلسہ سالانہ دسمبر میں نہیں - ہوا ہے - آپ ایسٹر میں یعنی موسم بہار میں کریں گے - آپ اپنے مریدین کے لئے ایک اعلان شائع کردیں - کہ آپ خود اس جلسہ میں شریک ہونگے اور وہ بھی جہاں تک ممکن ہو شریک ہوں - سب کی مہمانی ہمارے ذمہ ہوگی - جو کچھ میں یا میرے دوست مسائل اختلافی پر تقریریں کریں آپ ان پر اعتراض کریں - ہم ان کا جواب دیں گے - اگر آپ علالت کی وجہ سے یا اور کسی وجہ سے خود شریک ہونا پسند نہ کریں تو اپنا ایک قائم مقام مقرر کردیں جو جماعت کی طرف سے حفظ امن کا ذمہ دار بھی ہو اور آپ کی جگہ ہمارے دلائل کی تردید کرے

اس کے بالمقابل میں بھی ابھی یا جب آپ چاہیں اعلان شائع کر دونگا کہ میں آپ کے جلسہ سالانہ پر شامل ہونگا - اور بہمراہ رفقا جہاں تک ممکن ہو شریک ہوں اپنی مہمانی کا بوجھ ہم آپ کے ذمہ نہیں ڈالیں - جو کچھ آپ یا آپ کے دوست مسائل اختلافی پر تقریر کریں - میں ان پر اعتراض کروں - آپ کی طرف سے جواب ہوگا - اگر میں علالت کی وجہ سے یا کسی اور وجہ سے خود شریک نہ ہوسکوں تو اپنا قائم مقام مقرر کردونگا جو میری جماعت کی طرف سے امن کا ذمہ دار ہوگا - اور میری جگہ آپ کے دلائل کی تردید کرے گا - اعتراض اور جواب دو دفعہ ہونگے - اور آخری جواب الجواب تقریر کرنے والے کا ہوگا "

یہ چٹھی اگر مولوی محمد علی صاحب نے اس اعلان کے پڑھنے کے بعد نہ لکھی ہوتی - جس میں امسال سالانہ جلسہ کے ملتوی کرنے کی وجوہات بیان کی گئی ہیں - اور جو الفضل میں شائع ہوچکا ہے - بلکہ صرف جلسہ کے التوا کا ہی سن کر لکھ دی ہوتی - تو خیال ہوسکتا تھا کہ شاید انہوں نے نیک نیتی سے ہی لکھی ہو - لیکن اب ان کی چٹھی کو ایک چالبازی سے زیادہ وقعت نہیں دیا سکتی - کیونکہ جب انہیں علم ہے کہ ہم نے اس سال دسمبر میں اس لئے جلسہ نہیں کیا کہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی مسلسل بیماری اور قحط سالی کے ساتھ جنگی بخار کی عام شکایت نے مل کر لوگوں کی مالی مشکلات کو بہت زیادہ بڑھا دیا ہے - تو پھر ان کا دسمبر ہی کے ایام میں احمدی جماعت کے لاہور جمع ہونے کے لئے اعلان شائع کرانے کی تجویز پیش کرنا ہرگز ان کی نیک نیتی پر دلالت نہیں کرتا - وہ چٹھی لکھتے وقت اتنا تو سوچ لیتے کہ جب ہم نے ان ہی ایام میں جماعت کی مشکلات کو مدنظر رکھ کر اپنا جلسہ ملتوی کرنا ضروری سمجھا ہے - تو یہ کس طرح ہوسکتا ہے - کہ ان کے جلسہ میں شریک ہونے کے لئے اعلان عام کیا جائے -

کیا اس میں شریک ہونے والوں کو انہیں مشکلات کا سامنا نہ کرنا پڑیگا - جن کو مدنظر رکھ کر ہم نے اپنے سالانہ جلسہ کو ملتوی کیا ہے - اگر ہوگا - اور ضرور ہوگا - تو مولوی محمد علی صاحب کا اس قسم کے اعلان کا مطالبہ کرنا کہاں کی عقلمندی ہے -

باقی رہا یہ کہ اختلافی مسائل میں فیصلہ کا یہ طریق کہاں تک نتیجہ خیز اور مفید ہوگا - اس کے متعلق ہمیں کچھ کہنے کی ضرورت نہیں مولوی محمد علی صاحب خود ہی اس کی لغویت ظاہر کر رہے ہیں - کیونکہ اگر ان کے نزدیک حضرت خلیفۃ المسیح یا آپ کے کسی قائم مقام کے لاہور جاکر ان کی یا ان کے رفقاء کی تقریروں پر اعتراض کرلینے سے اختلافی امور کا فیصلہ ہوسکتا تو پھر انہیں یہ کہنے کی کیا ضرورت تھی کہ " اس کے بالمقابل میں بھی ابھی یا جب آپ چاہیں - اعلان شائع کردونگا - کہ میں آپ کے جلسہ سالانہ میں شامل ہونگا - اور جو کچھ آپ یا آپ کے دوست مسائل اختلافی پر تقریریں کریں - میں ان پر اعتراض کروں - آپ کی طرف سے جواب ہوگا " کیا اس کا صاف مطلب یہ نہیں کہ مولوی محمد علی صاحب نے جس طریق سے اپنے جلسہ پر اختلافی مسائل کا فیصلہ کرنے کا اعلان کیا ہے - اس کی نسبت وہ خود اقرار

کرتے ہیں۔ کہ اس سے کوئی فیصلہ نہیں ہوگا۔ ورنہ اگر فیصلہ ہو سکتا تو وہ ہمارے جلسہ پر آکر پھر انھیں مسائل پر گفتگو کرنے کی ضرورت کیوں تسلیم کرتے۔ صرف اسی بات سے ان کے پیش کردہ طریق فیصلہ کی بیہودگی اور لغویت عیاں ہے۔ اور صاف ظاہر ہو رہا ہے کہ وہ صرف اپنے جلسہ کو پررونق بنا کر گذشتہ سال کی ناکامی اور نامرادی کے داغ کو مٹانا چاہتے ہیں۔ اور ایسے قحط سالی کے ایام میں محض تو تو میں میں کے لئے ہماری جماعت پر اخراجات کا بار گراں ڈالنا چاہتے ہیں۔ اگر ان کے پیش کردہ طریق فیصلہ سے اختلافی مسائل کا فیصلہ ہو سکتا۔ یا کم از کم فیصلہ ہونے کی امید ہی ہو سکتی تو حضرت خلیفۃ المسیح خود یا اپنے کسی قائم مقام کو ضرور بھیج دیتے۔ اور دیگر احباب کے جانے کے لئے اعلان بھی کر دیتے۔ لیکن چونکہ مولوی محمد علی صاحب کی یہ ایک چال ہے۔ جو انھوں نے اس لئے چلی ہے۔ کہ جب حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے اپنا جلسہ ملتوی کر دیا ہے۔ اور ان ایام میں جماعت احمدیہ کو مرکز سلسلہ میں جمع ہونے کے لئے نہیں بلایا گیا تو لاہور جانے کے لئے کہاں اعلان کریں گے۔ اور اس طرح ہم عوام الناس کو یہ دھوکہ دے سکیں گے۔ کہ ہم تو فیصلہ کے لئے بلاتے ہیں اور "ایک آسان راہ فیصلہ کی" پیش کرتے ہیں لیکن ادھر سے اسے قبول نہیں کیا جاتا۔ اور یہ ہمارے حق پر ہونے کا ثبوت ہے۔ لیکن امید ہے کہ ہر ایک سمجھدار انسان نہایت آسانی کے ساتھ اس چالبازی کو سمجھ جائیگا۔ اور مولوی محمد علی صاحب کے اس طریق فیصلہ سے نفرت کا اظہار کرنے سے باز نہیں آئیگا۔ کیونکہ دراصل یہ طریق فیصلہ نہیں ہے۔ بلکہ "طریق جدال" ہے۔ اور اس سے مولوی صاحب کی غرض کسی نتیجہ پر پہنچنے اور حق کی تحقیق کرنے کی نہیں ہے۔ بلکہ تو تو میں میں کر کے وقت ضائع کرنے۔ اور ہماری جماعت پر اخراجات کا بوجھ ڈالنے کی ہے۔ اس لئے ہرگز ہرگز مناسب نہیں ہے۔ کہ اس قسم کا کوئی اعلان شائع ہو جو مولوی محمد علی صاحب نے تجویز کیا ہے۔ اور نہ ہی یہ مناسب ہے کہ ہماری جماعت میں سے کوئی شخص غیر مبائعین کے جلسہ پر جائے۔ ہم نہیں سمجھتے۔ کہ مولوی محمد علی صاحب اب کس منہ سے اختلافی مسائل میں فیصلہ کرنے پر آمادگی ظاہر کر رہے ہیں۔ کیا انھیں وہ وقت یاد نہیں۔ جبکہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے لاہور تشریف لے جانے پر اختلافی مسائل پر مباحثہ کے ذریعہ فیصلہ کرنے کے لئے بلایا گیا تھا۔ تو اس وقت انھوں نے ہزاروں حیلوں حوالوں سے اپنی جان چھڑائی تھی۔ اگر یاد نہ رہا ہو یا پہلے کی نسبت اب کچھ صلاحیت پیدا ہو گئی ہو۔ اور نیک نیتی کے ساتھ اختلافی مسائل کا فیصلہ کرنا چاہتے ہوں تو ضروری اور لازمی شرائط کے ساتھ باقاعدہ مباحثہ کا اعلان کریں جسے قبول کرنے کے لئے ہم ہر وقت تیار ہیں۔ اس طرح ایک تو جماعت احمدیہ کو مولوی محمد علی صاحب کے پیش کردہ طریق کی رو سے جو دو دفعہ اخراجات برداشت کرنے پڑیں گے ان سے نجات مل جائیگی۔ اور ایک ہی دفعہ کے خرچ کو اٹھانا پڑیگا دوسرے ہر ایک اختلافی مسئلہ پر مفصل طور پر مباحثہ ہو جائیگا۔ کیا ہم امید رکھیں کہ مولوی محمد علی صاحب اس طرف آئینگے۔ اور اختلافی مسائل پر باقاعدہ مباحثہ کے لئے تیار ہونگے ہم دیکھیں گے کہ اب مولوی صاحب فیصلہ پر آمادگی ظاہر کرتے ہیں یا نہیں۔

پیسہ اخبار کی مسلمانی

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث بخاری و مسلم کی متفقہ ہے۔ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے علم دین کے گم ہونے کے ذکر میں فرمایا

اتخذ الناس رؤساً جہالاً فسئلوا فافتوا بغیر علم فضلوا و اضلوا۔ کہ ایسا زمانہ ہوگا جبکہ لوگ جاہلوں کو دینی امور میں سردار اور امیر بنا لینگے۔ پھر وہ ان سے مسائل دریافت کرینگے اور وہ بغیر علم کے فتویٰ دیدینگے۔ پس وہ خود بھی گمراہ ہونگے۔ اور دوسروں کو بھی گمراہ کرینگے۔

جس زمانہ کا مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے ان الفاظ میں نقشہ کھینچا ہے۔ وہ ہم اپنی آنکھوں دیکھ رہے ہیں۔ اور مشاہدہ کر رہے ہیں کہ آج کل وہ لوگ دینی معاملات میں مسلمان کہلانے والوں کے رہنما بنے ہوئے ہیں۔ جو خود دین سے بالکل ناواقف اور ناآشنا ہیں۔ جس کی تازہ مثال یہ ہے۔ کہ جناب "مولوی حاجی محبوب عالم صاحب" کے پیسہ اخبار مورخہ ۱۲- دسمبر میں "حاجی یوسف خاں رئیس بوڑھانی" کی طرف سے "ایک پنتھ اور دو کاج" کے عنوان سے ایک مضمون شائع ہوا ہے۔ جس میں تحریک کی گئی ہے۔ کہ اب مدد پیسہ بڑھانے کا آخری موقعہ ہے۔ کیونکہ جنگ ختم ہو چکی ہے۔ تاہم چونکہ ابھی سرکار کو روپیہ کی ضرورت ہے۔ جو کچھ عرصہ کے بعد نہیں رہیگی۔ اس لئے جو لوگ اپنے مال کو بڑھانا چاہتے ہیں وہ سرکار کو سودی قرض دیدیں۔ چنانچہ حاجی صاحب کے اصل الفاظ یہ ہیں۔

"تمھارے پاس جب روپیہ ہو۔ اور اپنی بیوی بچوں کے لئے کچھ کرنا چاہو۔ تو سب سے بہتر کام یہ ہے کہ تم ان کے نام سے روپیہ ڈاکخانہ میں جمع کر کے کیش سرٹیفکیٹ حاصل کرو۔

...... جس کا سود اور روپیہ انھیں کو ملیگا جن کے نام تم نے لکھا دیا ہے۔ اگر سود در میان

میں دیا جاوے ۔ تو پانچ سال میں سوایا ملیگا ۔ اور گھر بیٹھے مل جائیگا ۔ اس سے زیادہ روپیہ اگر اپنے یا اپنے بچوں کے لئے معتبر جگہ سود پر لگانا چاہتے ہو ۔ تو وار بونڈ کا ڈاکخانہ میں دس ہزار تک داخل کر سکتے ہو اور اس کا دستاویز منگا سکتے ہو ۔ جس میں تمہارے ضلع کی مالگذاری آڑ یعنی مکفول ہے ۔ جس پر چھ فیصدی کا سود ہر چھ ماہی پر ضلع کے خزانہ سے گھر بیٹھے ملتا رہیگا ۔ اور جس میعاد کو تم نے روپیہ دیا ہے ۔ اسی میعاد پر سرکاری خزانہ سے کھنا کھن روپیہ تم کو اور تمہاری اولاد کو مل جاویگا ۔ اس طرح ایک طرف سرکار اور ملک کی بہادر فوجوں کو جو میدان جنگ میں ہیں تم مدد کروگے اور ایک طرف اپنے بال بچوں کے لئے معتبر جگہ تمہارا روپیہ بیوپار اور سود پر لگا رہیگا ۔ اس سے زیادہ ایک پنتھ اور دو کاج اور کیا ہو سکتا ہے ۔ دیکھو وقت تھوڑا باقی ہے ۔ اور یہ سال جا رہا ہے ۔ اس کو ہاتھ سے نہ جانے دو۔

حیرت ہے ۔ کہ حاجی مولوی صاحب کے اخبار نے اس مضمون کو جس میں سود لیکر مال بڑھانے کی تحریک کی گئی ہے ۔ کس طرح شائع کرنے کی جرأت کی ۔ شاید دلی والے سناتن کے معتقد ہیں ۔ اس نذر تحریف کرکے "۔ حاجی یا حاجی بے شعا سدھ" اس کا شائع کرنا ضروری سمجھا گیا ۔ لیکن حاجی صاحب کے اخبار اور حاجی صاحب مضمون نگار کو معلوم ہونا چاہیئے کہ اگرچہ گورنمنٹ کی خدمت جانی اور مالی طور پر کرنے کی تحریک کرنا ایک عمدہ بات ہے ۔ لیکن یہ کسی معمولی درجہ کے مسلمان کے لئے بھی جائز نہیں ہے ۔ کہ وہ کوئی اس قسم کی تجویز پیش کرے ۔ جس پر عمل کرنے سے شریعت اسلامیہ کے صریح حکم کی خلاف ورزی ہوتی ہو۔

گورنمنٹ کی طرف سے کوئی جبر نہیں ۔ کہ قرض دینے والے سود بھی لیں ۔ پھر مسلمانوں کو سود لینے پر آمادہ کرنا اور ایک حاجی صاحب کا دوسرے حاجی صاحب کے اخبار میں کھلے طور پر شریعت کی ہتک یا کم از کم شریعت سے لاپرواہی کی دلیل ہے ۔ کیونکہ قرآن کریم میں سود لینے والوں کے لئے صاف لفظوں میں ذیل کا وعید موجود ہے۔

یا ایها الذین آمنوا اتقوا الله وذروا ما بقی من الربوا ان کنتم مومنین ۔ فان لم تفعلوا فاذنوا بحرب من الله ورسوله ۔ کہ اے ایمان والو اللہ کا تقویٰ اختیار کرو ۔ اور سود کا روپیہ جو باقی ہے اسکو چھوڑ دو ۔ اگر تم مومن ہو ۔ لیکن اگر تم سود لینے سے باز نہیں آؤ گے تو اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔

اس آیۃ کریمہ کے ذریعہ خدا تعالیٰ نے جہاں مسلمانوں کو اس سود کے لینے سے منع کر دیا ہے جو اس آیت سے پہلے واجب الوصول تھا وہاں ہمیشہ کے لئے سود کے لینے سے بھی روک دیا ۔ ایسے صریح اور صاف حکم کے ہوتے ہوئے ایک حاجی صاحب کا دوسرے حاجی صاحب کے اخبار میں سود لیکر مال بڑھانے کی تحریک کرنا اگر اسلام سے بیزاری نہیں ۔ تو اور کیا ہے۔

پیسہ اخبار کو بھی اس معاملہ پر قلم کشی چاہئے ۔ اور اس قسم کے مضامین شائع کرنے کی غلطی کو تسلیم کرنا چاہیئے ۔ اور آئندہ ایسے سے بچنا چاہیئے کیا ہم امید رکھیں کہ پیسہ اخبار ہمارے اس دوستانہ مشورہ کو غور سے سنیگا ۔ اور اس پر عمل کرنے کے لئے تیار ہوگا ۔

پارہ اول و دوم

ماسٹر احمد حسین صاحب فرید آبادی نے تیسیر القرآن کی طرز پر پارہ اول و دوم چھپواکر شائع کئے ہیں ۔ جو کیا بلحاظ لکھائی اور کیا بلحاظ چھپوائی کے نہایت عمدہ ہیں ۔ اور بچوں کے پڑھنے کے لئے نہایت مفید ہیں فی نسخہ ۳ ہے احباب پتہ ذیل سے منگوا کر فائدہ اٹھائیں ماسٹر احمد حسین مہتمم احمدیہ مشن انگلش [illegible]

ایک اسلامی حکم کے سامنے آریوں کا سر تسلیم خم ہو گیا

آریہ صاحبان یوں تو ہمیشہ دین اسلام پر طرح طرح کے اعتراض کرتے رہتے ہیں ۔ اور گو ان کے اعتراضات نہایت لغو اور نامعقول ہوتے ہیں ۔ تاہم وہ اپنی اس روش پر بڑا فخر کرتے ہیں ۔ لیکن وہ اسلام جو کسی انسانی دماغ کی اختراع نہیں ۔ بلکہ خدا تعالیٰ کا بھیجا ہوا مذہب ہے ۔ وہ ایسا نہیں ہے ۔ کہ ان لوگوں کے خاک اڑانے سے اس پر کسی قسم کی غبار پڑ سکے ۔ اور اس کا نہایت روشن چہرہ پوشیدہ ہو سکے ۔ اس لئے آریہ معترضین اسلام پر خواہ مخواہ اعتراضات کرکے [illegible] [illegible] [illegible] نادانی اور جہالت [illegible] ثبوت [illegible] پہنچاتے ہیں ۔ [illegible] [illegible] اور حیرانی کی بات ہے کہ [illegible] آریہ صاحبان [illegible] اسلام کے پاک اور نہایت مفید تعلیم اور احکام جو اسلامیات پر ہے [illegible] اعتراض کرتے رہتے ہیں ۔ وہی مجبور ہو رہے ہیں ۔ کہ اگر بوجہ نسلی تعصب اور جہالت کے مجموعی طور پر اسلام کی صداقت اور حقانیت کا اعتراف نہ کریں ۔ تو اس کے بعض نہایت مفید اور فائدہ بخش احکام کے سامنے سر تسلیم خم کرکے انہیں اپنے ہاں رائج کرنے کی کوشش کریں ۔ چنانچہ حال میں آریوں کے ایک جلسہ میں جو لاہور میں ہوا ہے خاص طور پر ایک آرین کانفرنس کو منعقد کرکے یہ رزولیوشن پیش کیا گیا کہ ۔

"جس طرح مسلمانوں اور عیسائیوں نے اپنے اپنے مت والوں کے لئے ایک خاص دن رکھا ہے ۔ اسی طرح آریوں کو بھی اپنے سبھا سدوں تھا ممبروں کے

ہر ایک خاص دن رکھنا چاہیئے جس میں اکٹھے ہو کر وہ اپنے چلن کے سدھار اور اصلاح پر غور کریں۔

الفاظ و بیدوں کے الفاظ جہاں صاف طور پر یہ بتلا رہے ہیں۔ کہ جس طرح مسلمانوں میں ایک جگہ جمع ہونے کے لئے مذہبی طور پر دن مقرر ہیں۔ اسی طرح آریوں میں بھی ہونے چاہئیں اسی طرح ان سے یہ بھی واضح ہو رہا ہے کہ ویدک دھرم نے اپنے پیروؤں کے لئے کوئی ایسا دن مقرر نہیں کیا۔ جس میں وہ مذہبی اغراض کے لئے ایک مقام یا ایک جگہ جمع جمع ہو سکیں کیونکہ اب ان کی طرف سے خود اس غرض کے لئے کوئی دن مقرر کرنے کی کوشش ہو رہی ہے۔ پھر یہ کوشش بھی اس طرح نہیں ہو رہی ہے۔ کہ چونکہ وید مقدس میں ہمارے لئے ایک خاص دن مقرر کیا گیا ہے اس لئے ہمیں اس دن ایک جگہ جمع ہو کر اپنی زندگی کی اصلاح کے ذرائع پر غور کرنا چاہیئے۔ بلکہ یہ کہا جا رہا ہے کہ جس طرح مسلمانوں اور عیسائیوں میں خاص دن مقرر ہیں اسی طرح ہم میں ہونے چاہئیں۔ گویا مسلمانوں اور عیسائیوں کی تقلید میں ایسا کرنا چاہیئے۔ نہ کہ وید اقدس میں کوئی اس قسم کا منتر ہے جس کے رو سے ایسا ہونا چاہیئے۔ اس سے بڑھ کر ویدوں کے ناقص اور نامکمل ہونے کی اور کیا دلیل ہو سکتی ہے۔ کیونکہ اگر وید کامل اور الہامی کتاب ہوتے تو وید کے حامیوں کو ہرگز یہ ضرورت پیش نہ آتی کہ وہ مسلمانوں اور عیسائیوں کی تقلید میں اپنی اصلاح و بہبود کے لئے کوئی دن مقرر کرنے کی کوشش کرتے۔

باقی رہا یہ خیال کہ مسلمانوں نے خود دن مقرر کئے ہوئے ہیں۔ یہ غلط ہے۔ اور آریوں کے اس غلطی میں مبتلا ہونے کی وجہ یہ ہے۔ کہ انہوں نے سمجھا جس طرح ہم اب کوئی دن مقرر کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اسی طرح ہم سے پہلے مسلمانوں اور عیسائیوں نے کر لئے ہونگے۔ حالانکہ یہ صحیح نہیں۔ مسلمانوں کے جمع ہونے کے لئے جو دن یا اوقات مقرر ہیں۔ وہ خدا تعالیٰ نے اور بانی اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقرر کئے ہیں۔ چنانچہ جمعہ کے دن کے متعلق جو ہر ہفتہ میں مسلمانوں کے جمع ہونے کا دن ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔

يا ايها الذين آمنوا اذا نودي للصلوٰة من يوم الجمعة فاسعوا الى ذكر الله وذروا البيع ذلكم خير لكم ان كنتم تعلمون اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو۔ جب تم کو نماز کے لئے جمعہ کے دن پکارا جائے تو ذکر اللہ کے لئے تیزی سے جاؤ۔ اور اپنے کام دھندوں کو چھوڑ دو۔ یہ تمہارے لئے بہتر ہے۔ اگر تم سمجھو۔ اس آیہ شریفہ میں مسلمانوں کو حکم دیا گیا ہے۔ کہ وہ جمعہ کے دن لازماً اور تمام کاموں کو چھوڑ چھاڑ کر مسجد میں جمع ہوجایا کریں جہاں ان کی دینی اور دنیوی حالت کے متعلق یا کسی اور اہم اور ضروری معاملہ کی نسبت خطبہ پڑھا جاتا ہے۔

پس یہ کہنا کہ مسلمانوں نے یہ دن اپنے لئے آپ مقرر کیا ہے۔ اسلام سے ناواقفیت کی دلیل ہے۔ اسلام ہرگز ہرگز اس بات کا محتاج نہیں کہ اس کے پیرو اپنی ضروریات دینی و دنیوی کے لئے خود کوئی اصول تجویز کر کے اس میں داخل کریں۔ بلکہ وہ دین فطرت ہونے کی وجہ سے ہر ایک اس بات کو جو انسان کے لئے مفید ہو سکتی ہے۔ خود ارشاد فرما دیتا ہے۔ اور ایسے عمدہ اور اعلیٰ رنگ میں ارشاد فرماتا ہے۔ کہ اشد ترین مخالفوں کو بھی اس کے سامنے سر تسلیم خم کرنا پڑتا ہے۔ جیسا کہ ہم اوپر ثابت کر آئے ہیں۔

اس موقعہ پر ہم اس بات پر افسوس کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ کہ اگرچہ خدا تعالیٰ نے ہر رنگ اور ہر طرح سے اسلام کو نہایت مکمل کر کے اس کی صداقت کا اعتراف کرنے کے لئے دشمنوں کو بھی مجبور کر دیا ہے۔ لیکن مسلمان کہلانے والوں کی حالت اس قدر ردی ہو چکی ہے۔ کہ اسلام کے جن اصولوں کی دوسرے مذاہب والے تقلید کر رہے ہیں۔ ان سے وہ خود فائدہ نہیں اٹھاتے چنانچہ آجکل مسجدوں میں پنجگانہ نمازوں کے لئے یا جمعہ کے دن جس قدر لوگ جمع ہوتے ہیں اس سے اس کا ثبوت مل سکتا ہے۔ کاش مسلمان کہلانے والے اپنی حالت پر غور کریں۔

عمدہ کپڑے کی درآمد کے متعلق سرکاری اعلان

امید ہے کہ اہل پنجاب کے لئے سوائے بزازوں کے یہ اعلان نہایت خوشی اور اطمینان کا موجب ہوگا کہ گورنمنٹ کے زیر اہتمام تیار کردہ کپڑا ایک ماہ تک پنجاب میں بہت زیادہ مقدار میں فروخت کے واسطے مل سکیگا۔ عمدہ قسم کا لٹھ جو آجکل بازار میں تو دس آنے گز کے نرخ سے ملتا ہے ۸ گز پر ریل کا محصول ایزاد کر کے فروخت کیا جائیگا۔ تجویز ہے یہ کپڑا میونسپل کمیٹیوں اور کوآپریٹو سوسائیٹیوں کے ذریعہ اصل قیمت پر فروخت ہو۔ البتہ کوئی شخص تین ماہ میں ۸۰ گز سے زیادہ خریدنے کا مجاز نہ ہوگا۔ اس کپڑے کا عرض ۳۲-۳۳ انچ ہوگا۔ اب بھی موقعہ ہے کہ وہ لوگ جو کپڑے کو اس امید پر روکے ہوئے ہیں کہ آئندہ گراں قیمت پر فروخت کریں گے۔ یا اس قدر گراں نرخ پر فروخت کر رہے ہیں۔ کہ شاذ و نادر ہی کسی کو خریدنے کی جرأت ہو سکتی ہے۔ اگر عقلمندی سے کام لے کر معمولی نرخ پر کپڑا فروخت کر دیں تو اس نقصان سے بچ سکتے ہیں۔ جو سرکاری کپڑے کے آنے پر انہیں لازماً بہت زیادہ اٹھانا پڑے گا۔ سرکاری کپڑے کی درآمد تک جو مہلت میسر ہے اس سے انہیں ضرور فائدہ اٹھانا چاہیئے۔

خطبہ جمعہ

کامل معرفت پیدا کرو

از مولنا سید محمد سرور شاہ صاحب
مورخہ ۱۳- دسمبر ۱۹۱۸ء

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

یہ سورہ شریفہ جو میں نے پڑھی ہے۔ جس کو الحمد بھی کہتے ہیں۔ اور احادیث میں اس کا نام فاتحہ آیا ہے۔ یہ قرآن شریف میں سب سے پہلی سورۃ ہے۔ اس لئے اس میں جو مضامین ہیں وہ پہلے مضامین ہیں۔ اور چونکہ ان میں معرفت الٰہی کے متعلق بتایا گیا ہے۔ اس لئے کہا جا سکتا ہے یا یوں کہو کہ قرآن اسلام کے مسائل میں سے سب سے پہلا مسئلہ یا وہ مسائل جو خدا نے ہمیں سکھلائے ہیں ان میں سب سے پہلا مسئلہ خدا کی معرفت ہے۔ معرفت پہچان کو کہتے ہیں۔ کسی کو پہچاننا اسکی معرفت کہلاتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی معرفت یہ ہے کہ اس کو پہچان لیا جائے۔ اور یہی وہ چیز ہے۔ جس سے ایک انسان دوسرے ایسے انسانوں سے ممتاز ہوتا ہے۔ جو دہریئے ہوتے ہیں۔ اور یہی وہ پہلی چیز ہے جس سے مسلمان اور فرقوں سے ممتاز ہوتا ہے۔ عملی زندگی کے لحاظ سے اگر دیکھیں تو معلوم ہوتا ہے۔ کہ ہر مذہب کی غرض یہ ہے کہ انسان کی زندگی دنیا و آخرت میں پاک اور پسندیدہ ہو۔ اس کے رشتہ دار اس کی زندگی کو پسند کریں۔ اس کے ہم قوم پسند کریں۔ اہل شہر پسند کریں۔ اہل ملک پسند کریں۔ اور پھر اسی طرح آئندہ زندگی۔ جو قیامت کے بعد شروع ہوگی۔ اس میں آسائش ملے۔ آرام ملے۔ دکھ اور تکالیف نہوں۔ لیکن ان تمام باتوں کا دارومدار معرفت الٰہی پر ہے۔ اگر معرفت الٰہی حاصل ہو تو انسان ہر ایک بدی سے بچیگا۔ اور امر کی اطاعت کرے گا ورنہ نہیں اور جس کی حقیقی معرفت زیادہ ہوگی۔ اتنا ہی اسکا درجہ بڑا ہوگا۔

انبیا میں سے جن کی معرفت بڑی تھی وہ بڑے تھے ان میں سے عملی زندگی کے لئے ہم حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مثال لیتے ہیں۔ حضرت موسیٰ بڑے عظیم الشان نبی ہیں۔ خدا بھی جب حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بزرگی ظاہر کرنا چاہتا ہے۔ تو حضرت موسیٰ کو ہی مثال کے طور پر پیش کرتا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے

انا ارسلنا الیکم رسولاً شاھداً علیکم کما ارسلنا الیٰ فرعون رسولا کہ ہم نے تم میں موسیٰ کی مانند نبی برپا کیا۔ لیکن باوجود اس کے حضرت موسیٰ کی فرعیت اور آنحضرت کی شریعت انکی معرفت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت میں اتنا فرق ہے۔ کہ جب حضرت موسیٰ مصر سے بنی اسرائیل کو لے کر چلے تو باوجود اس کے کہ اللہ تعالیٰ نے اتنا بڑا معجزہ ظاہر فرمایا کہ جس کا نام قرآن کریم نے فرقان رکھا اور فرقان کے معنی ہوتے ہیں حق و باطل میں فرق کرنے والا۔ اور اس معجزہ کے قبل حضرت موسیٰ کو نو اور کھلے کھلے نشان دیئے جا چکے تھے مگر موسیٰ کی قوم کی معرفت کا یہ حال تھا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وجاوزنا ببنی اسرائیل البحر فاتوا علیٰ قوم یعکفون علیٰ اصنام لھم قالوا یموسیٰ اجعل لنا الٰھا کما لھم اٰلھۃ اور پار اتار دیا ہم نے بنی اسرائیل کو سمندر سے پھر گذرے وہ ایک ایسی قوم کے پاس سے جو کہ بیٹھے رہتے تھے اور بتوں سے انہوں نے حضرت موسیٰ سے کہا کہ اے موسیٰ اگر زیادہ نہیں تو) ہمارے لئے ایک معبود ہی بنا دے۔ جس طرح کہ ان کے لئے بہت سے معبود ہیں۔

اب غور کا مقام ہے کہ اول تو ان کا نبی کو بت بنوانے کی درخواست کرنا ہی ظاہر کرتا ہے کہ ان کی معرفت کس قدر ادھوری تھی۔ اور پھر ان کا اس قدر عظیم الشان معجزات کو دیکھ کر پھر ایسی درخواست کرنا ان کی معرفت کے نقص کو اور بھی ظاہر کرتا ہے۔ یہ لوگ حضرت موسیٰ کے صحابہ تھے۔ جو بہت کچھ حضرت موسیٰ کی صحبت اٹھا چکے تھے۔ ان کی معرفت اتنی ناقص تھی کہ پتھروں یا سونے وغیرہ کے مجسموں میں خدا کو تلاش کرتے تھے یہ موسیٰ کی قوم کی غلطی تھی۔ اس کی وجہ ظاہر ہے۔ ان میں کامل معرفت پیدا نہیں ہوئی تھی۔ لیکن حضرت موسیٰ اور قوم موسیٰ کے بالمقابل ہمارے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اتباع میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صرف اپنے سامنے کے لوگوں کے لئے نہیں۔ ان کے بعد والوں کے لئے نہیں۔ ان کے بعد والوں کے لئے بھی نہیں بلکہ ہمیشہ کے لئے فرماتے ہیں کہ شیطان آج مایوس ہوگیا ہے۔ کہ آئندہ بتوں کی پرستش جزیرہ عرب میں ہو۔

پس یہ صحابہ کی کامل معرفت کی دلیل تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا۔ یہ معرفت الٰہی ہی تھی۔ جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سید ولد آدم ہوگئے۔

ہم قیاس کرتے ہیں کہ اگر ہمارا کوئی محسن ہو۔ اور وہ ہم پر کوئی سختی کرے۔ تو ہم اس سے خوش نہیں رہ سکتے۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھے اور آپ کے کمال معرفت کو ملاحظہ کیجیے کہ آپ کا ایک بیٹا ابراہیم جو صرف ایک ہی ہے فوت ہوجاتا ہے۔ لیکن آپ کی زبان سے خدا اپنے محسن کے متعلق کوئی لفظ شکوہ و شکایت کا نہیں

سکتا۔ بلکہ نماز کے لئے کھڑے ہوتے ہیں تو فرماتے ہیں الحمد للہ رب العلمین آپ راستباز تھے۔ آپ کا ظاہر و باطن ایک تھا۔ دشمن تک تسلیم کرتے ہیں۔ پھر اگر وہ خدا کی طرف سے دل صاف نہ رکھتے بلکہ کوئی پیچ ہوتا۔ تو ہو نہیں سکتا کہ آپ الحمد للہ کہتے۔ لیکن چونکہ آپ کو خدا تعالیٰ کی کامل معرفت حاصل تھی۔ اس لئے آپ جانتے تھے کہ اس دکھ دینے میں بھی مزا ہے حضرت مسیح موعود حضرت لقمان کے متعلق اس حکایت کو اکثر بیان فرمایا کرتے تھے۔ کہ ایک دفعہ اس بادشاہ کے پاس جس کے حضرت لقمان غلام تھے۔ ایک بے موسم کا خربوزہ آیا۔ بادشاہ چونکہ حضرت لقمان سے بہت محبت کرتا تھا اس نے خود قاشیں بنا بنا کر ان کو دیتا رہا۔ اور یہ مزے مزے لے کر کھاتے رہے۔ آخر جب خربوزہ تھوڑا سا باقی رہ گیا بادشاہ نے خود منہ میں ڈالا۔ وہ سخت تلخ تھا۔ بادشاہ نے کہا لقمان تم کیوں ایسے کڑوے کو اس طرح مزے مزے لے کر کھاتے رہے۔ حضرت لقمان نے کہا کہ آپ کے ہاتھ سے ہزاروں نعمتیں کھائی ہیں ایک کڑوی چیز کھائی تو کیا ہوا۔

اسی طرح بلکہ اس سے کہیں زیادہ انسان پر اللہ تعالیٰ کے احسانات ہیں۔ اس لئے اگر اس پر دکھ بھی آئیں۔ تو ان احسانات اور انعامات کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں جو خدا کی طرف سے ہر وقت ہوتے رہتے ہیں۔ پس جو شخص ان تمام حالتوں میں شکوہ و شکایت سے دور اور خدا کی رضا پر راضی ہو اسی کی معرفت کامل ہوتی ہے۔ افسوس ہے کہ ہم کئی الفاظ سیکھ لیتے ہیں بولتے بھی ہیں۔ مگر ان کی حقیقت سے غافل رہتے ہیں۔ اسی طرح معرفت کا لفظ استعمال تو کرتے ہیں۔ مگر اس کی حقیقت کی طرف توجہ نہیں کرتے۔ اور نہ ہی اس کے حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ قرآن کریم نے ہمیں پہلا سبق معرفت کا ہی دیا ہے۔ لیکن ہم اس سے غافل ہیں۔ ہم میں وہ شخص آیا۔ جس کی دنیا منتظر تھی۔ ہم نے اسکو قبول کیا باتیں سنیں۔ اس نے ہمیں اس معرفت کے حاصل کرنے کی طرف توجہ دلائی۔ پس ہماری جماعت کو چاہئے کہ اس کی فرمائی ہوئی باتوں پر توجہ کرے۔ اگر ہم ایسا کریں گے تو ہماری یہ دنیا اور آگے کی دنیا دونوں درست ہو جائینگی۔ اور ہم یہاں بھی اور آگے بھی خدا کے پیارے۔ اور اس کے فضلوں کا موجب بن سکیں گے۔

عیدالضحیٰ کے موقعہ پر ہندو مسلمانوں سے کیوں اُلجھ پڑتے ہیں؟

آئے سال عیدالضحیٰ کے موقعہ پر گائے کی قربانی کو آڑ بنا کر ہندوؤں کی طرف سے مسلمانوں پر جو ظلم و ستم توڑے جاتے ہیں۔ وہ نہایت دردناک اور روح فرسا ہوتے ہیں۔ چنانچہ کٹارپور کا واقعہ مثال کے طور پر پیش کیا جا سکتا ہے جس کی حال ہی میں تحقیقات ہو رہی ہے۔ قربانی کے موقعہ پر جو سارے سال ایک دفعہ آتا ہے فساد برپا کرنے والے فتنہ پرداز ہندوؤں سے ہمیشہ یہ پوچھا جاتا ہے۔ کہ جب سال کے تمام دنوں میں گایوں کو کثیر تعداد میں ذبح کرنا آپ لوگوں کے لئے وجہ اشتعال نہیں ہوتا۔ تو پھر عید کے موقعہ پر آپ لوگ کیوں مسلمانوں سے نہایت وحشیانہ سلوک پر اتر آتے ہیں۔ اس سوال کا جواب تا حال کبھی نہیں دیا گیا۔ حال میں "سوامی شردھانند" سابق لالہ منشی رام کی طرف سے اخبار "پرکاش" میں "گاؤ کشی کا واقعی انسداد" کے عنوان سے ایک مضمون شائع ہوا ہے۔ جس میں انہوں نے ہندوؤں سے یہی سوال کیا ہے۔ اب دیکھئے انہیں بھی کوئی جواب دیا جاتا ہے۔ یا نہیں۔ سوامی جی مذکور لکھتے ہیں کہ

"اپنے ہندو بھائیوں سے مجھے ایک خاص گلہ کرنا ہے۔ کیا باعث ہے کہ چھاؤنیوں میں ہزاروں گائیں روز قتل ہوتے دیکھ کر آپ کے کانوں پر جوں نہیں رینگتی اور ایک گائے کو مسلمان کے ہاتھ سے حلال ہوتے دیکھ کر آپ کی رگ حمیت کیا رگ عبادت جوش میں آجاتی ہے۔ اور آپ مجبور ہو جاتے ہیں۔ جب ہزاروں گایوں کے گلے کٹتے ہیں آپ کو پاپ نہیں لگتا۔ تو عید کے دن ایک گئو کو قربان ہوتے دیکھ کر آپ پاپ کے بھاگی کیسے ہو سکتے ہیں۔ پاپ تو گلے کاٹنے والے کو لگتا ہے اگر آپ تھوڑا بھی غور کرو تو آپ کو ماننا پڑیگا کہ جہاں مسلمان اپنا مذہبی فرض سمجھ کر گائے کی قربانی کرتا ہے۔ وہاں چھاؤنیوں میں محض سپاہیوں کا پیٹ آسانی سے بھرنے کے لئے گوئیں ماری جاتی ہیں۔ جب کچھ ہندو اور ایک پارسی سجن مدت سے تحفظ اپیلوں کے ذریعہ ہی اس ناعاقبت اندیش عمل کو دور کرانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ تو آپ اپنے مسلمان بھائیوں سے کیوں الجھ پڑتے ہیں۔ اور شاید آپ کا یہ الجھنا ہی اس بد رسم کے دور ہونے میں حارج ہو رہا ہے۔ ایک مسلمان کی سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ جب ایک مینڈھا بکرا۔ مرغا۔ ہرن۔ فاختہ۔ دنبہ وغیرہ اور تجسس سؤر تک کو جھٹکے کر کے ڈکار نہیں لیتا۔ تو گائے کے ذبح ہونے پر کیوں اتنا نیلا پیلا ہوتا اور شور مچاتا ہے۔ ایسا خیال کرنے میں اس مسلمان بھائی کی بھول ضرور ہے۔ اور اس بھول کو میں اوپر واضح کر چکا ہوں۔ لیکن اس مسلمان بھائی کی سمجھ میں آپ کے عمل کا اجتماع ضدین نہیں آتا۔ اگر آپ مسلمان بھائیوں کو اس بڑے بھاری پاپ یعنی گاؤ کشی سے بچانا چاہتے ہیں۔ تو جیسا آپ کے سنت شاستروں اور وید بھگوان کا فرمان ہے۔ آریہ جاتی (ہندو) ماتر سے ماس بھکشن کا پرچار بالکل بند کرا دو۔ اگر آپ اس طرح پر اپنے شاستروں کی عزت کرتے ہوئے

ل۵ نقل مطابق اصل ہے۔

حضرت مسیح موعود کو مسلمان کہنا مسلمان بننے کیلئے کافی نہیں

الحمدللہ وہ جو دنیا کو نئے سرے سے مسلمان بنانے آیا۔ وہ جو محمد رسول اللہ کا بروز ہو کر ہم میں مبعوث ہوا۔ آج اس کے ساتھ بظاہر تعلق رکھنے والے چند افراد خوش ہیں۔ اور خوشی کے شادیانے بجاتے تھے اور پھولے نہیں سماتے کہ جن لوگوں کو وہ مسلمان بنانے آیا تھا وہی نہایت مہربانی سے بڑی شفقت سے اور انتہا درجہ کی وسعت قلبی سے فرماتے ہیں۔ کہ ہم اس کو مسلمان سمجھتے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

پیغام مورخہ ۴ - دسمبر میں ایک مراسلت شائع ہوئی ہے۔ جس کا عنوان ہے "مسلمانان لائل پور کی وسعت قلبی کا ایک نمونہ" اس کا لب لباب صرف ایک یہ فقرہ ہے کہ

"ہم مرزا صاحب مرحوم و مغفور آنجہانی کو اور آپ کی جماعت کو مسلمان سمجھتے ہیں۔ اور ایسے اشخاص کو جو کسی مسلمان کو کافر کہنے کے عادی ہیں سخت نفرت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ اور مطابق حدیث نبوی کے مطابق کسی مسلمان کو کافر کہنے والا مورد عذاب ٹھہرتا ہے"

یہی الفاظ پیغام صلح کی خوشی اور فرحت کا باعث ہوئے ہیں۔ اور انہیں کو پیش نظر رکھ کر وہ لکھتا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے نہ ماننے والوں کو مسلمان سمجھنے کے لئے "زیادہ سے زیادہ اگر کوئی شرط قرار دی ہے۔ تو وہ یہی ہے۔ کہ آپ کے مسلمان ہونیکا اعلان کریں۔ اور آپ کے مکفرین کو تکفیر کی زد میں سمجھیں"

لیکن پیغام کا یہ بیان سراسر جھوٹ اور دھوکہ دہی ہے کہ حضرت مسیح موعود نے اپنے نہ ماننے والوں کو مسلمان سمجھنے کے لئے بڑی سے بڑی یہی شرط قرار دی ہے۔ کہ وہ "آپ کے مسلمان ہونیکا اعلان کریں۔ اور مکفرین کو حدیث تکفیر کی زد میں سمجھیں" کیونکہ آپ کے مبعوث کئے جانے کی غرض یہ تھی کہ لوگ آپ کو مسلمان سمجھ لیں۔ اور بس۔ بلکہ یہ تھی۔ کہ آپ کو قبول کریں۔ اور آپ "مسلمان را مسلمان باز کردند" کے مطابق مسلمان کہلانے والوں کو سچے اور حقیقی مسلمان بنائیں۔ پس حضرت مرزا صاحب نے یہ کبھی نہیں کہا اور نہ لکھا۔ کہ جو مجھے مسلمان کہے وہ پکا مسلمان ہو جاتا ہے۔ بلکہ یہی کہا کہ جو مجھے مانیگا اور قبول کریگا۔ وہی مسلمان ہوگا۔ پس آپ کو مسلمان سمجھنا۔ اور آپ کے مکفروں کو حدیث تکفیر کی زد میں آنے والے قرار دینا ہرگز ایسی بات نہیں ہے۔ جو حضرت مسیح موعود کے نہ ماننے والوں کو مسلمان قرار دے سکتی ہے پھر لائلپوری مسلمان تو مکفرین مسیح موعود کو کافر بھی نہیں سمجھتے۔ بلکہ وہ ایسے لوگوں کو مورد عذاب ٹھہراتے ہیں۔ "جو کسی مسلمان کو کافر کہنے کے عادی ہیں" حالانکہ مکفرین حضرت مرزا صاحب میں عادی کفرباز ہی شامل نہیں۔ بلکہ وہ لوگ بھی بکثرت شامل ہیں۔ جن کی مہریں صرف حضرت مرزا کے کفرنامہ پر ہی چسپاں ہوئیں۔ پھر حضرت مرزا صاحب کو کافر کہنے والوں کو حدیث کی رو سے کافر نہیں کہا گیا۔ بلکہ مورد عذاب ٹھہرایا گیا ہے۔ اس لئے پیام نے جو شرط غیر احمدیوں کو مسلمان سمجھنے کے متعلق پیش کی ہے۔ وہ بھی پوری نہیں ہو سکتی ذیل میں ہم ایک سوال و جواب کا خلاصہ درج کرکے بتاتے ہیں کہ پیام صلح نے منکرین مسیح موعود کو مسلمان قرار دینے کے متعلق جو شرط پیش کی ہے۔ وہ بالکل غلط اور اس کی خود ساختہ ہے۔ حضرت مسیح موعود کی بیان کردہ ہرگز نہیں ہے۔ حضرت مسیح موعود سے ایک شخص نے سوال کیا کہ

"حضور عالی نے ہزاروں جگہ تحریر فرمایا ہے کہ کلمہ گو اور اہل قبلہ کو کافر کہنا کسی طرح صحیح نہیں ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ علاوہ ان مومنوں کے جو آپ کی تکفیر کرکے کافر بنجائیں صرف آپ کے نہ ماننے سے کوئی شخص کافر نہیں ہو سکتا۔ لیکن عبدالحکیم خان کو آپ لکھتے ہیں۔ کہ ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا۔ وہ مسلمان نہیں ہے"
(حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۶۳)

اس سوال سے حسب ذیل باتیں ظاہر ہیں (۱) یہ کہ حضرت اقدس نے ابتداءً متعدد تحریروں میں یہ لکھا ہے کہ کلمہ گو کافر نہیں ہو سکتا۔ (۲) وہ کافر ہیں جنہوں نے آپ کو کافر ٹھہرایا (۳) اب آپ نہ ماننے والوں کو بھی کافر ٹھہراتے ہیں۔

اس کے جواب میں حضرت اقدس تحریر فرماتے ہیں۔

"یہ عجیب بات ہے۔ کہ آپ کافر کہنے والے اور نہ ماننے والے کو دو قسم کے انسان ٹھہراتے ہیں۔ حالانکہ خدا کے نزدیک ایک ہی قسم ہے۔ کیونکہ جو شخص مجھے (یعنی آپ کے دعاوی صادقہ مسیحیت موعودہ و مہدویت معہودہ کو۔ ناقل) نہیں مانتا۔ وہ اسی وجہ سے نہیں مانتا کہ وہ مجھے (دعاوی مذکورہ میں۔ ناقل) مفتری قرار دیتا ہے مگر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ خدا پر

افترا کرنے والا سب کافروں سے بڑھ کر کافر ہے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ بڑے کافر دو ہی ہیں۔ ایک خدا پر افترا کرنے والا۔ دوسرا خدا کے کلام کی تکذیب کرنے والا۔ پس جب کہ میں نے ایک مکذب کے نزدیک (دعاوی مذکورہ کے نہ ماننے والے۔ ناقل) خدا پر افترا کیا ہے۔ اس صورت میں میں نہ صرف کافر بلکہ بڑا کافر ہوا۔ اور اگر میں (اپنے دعاوی میں۔ ناقل) مفتری نہیں۔ تو بلاشبہ وہ کفر اس پر پڑے گا۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ علاوہ اس کے جو مجھے (یعنی آپ کے دعاوی کو ناقل) نہیں مانتا وہ خدا اور رسول کو بھی نہیں مانتا۔ کیونکہ میری نسبت خدا اور رسول کی پیشگوئی موجود ہے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اب جو شخص خدا اور رسول کے بیان کو نہیں مانتا۔ اور قرآن کی تکذیب کرتا ہے اور عمداً خدا تعالےٰ کے نشانوں کو رد کرتا ہے اور مجھکو باوجود صدہا نشانوں کے (دعاوی میں ناقل) مفتری ٹھہراتا ہے۔ وہ مومن کیونکر ہو سکتا ہے۔ اور اگر وہ مومن ہے۔ تو میں بوجہ افترا کرنے کے کافر ٹھہرا۔ کیونکہ میں ان کی نظر میں مفتری ہوں۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ وہ لوگ خدا کے نزدیک کیونکر مومن ہو سکتے ہیں۔ جو کھلے کھلے طور پر خدا کے کلام کی تکذیب کرتے ہیں۔ اور خدا تعالےٰ کے ہزارہا نشان دیکھ کر جو زمین اور آسمان میں ظاہر ہوئے پھر بھی میری تکذیب (دعویٰ ناقل) سے باز نہیں آتے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اگر دوسرے لوگوں میں تخم دیانت ہے۔ اور ایمان ہے اور وہ منافق نہیں ہیں۔ تو ان کو چاہیئے کہ ان مولویوں کے بارے میں (جنہوں نے آپ کو کافر ٹھہرایا ناقل) ایک لمبا اشتہار ہر ایک مولوی کے نام کی تصریح سے شائع کردیں کہ یہ سب کافر ہیں۔ (یعنی کہ مورد عذاب۔ جیسا کہ لائلپوری مسلمانوں نے بغیر شرائط بالا کے پورا کئے کفر بازی کے عادیوں کے لئے لکھا ہے۔ ناقل) کیونکہ انہوں نے ایک مسلمان کو کافر بنایا۔ تب میں ان کو مسلمان سمجھ لونگا بشرطیکہ ان میں کوئی نفاق کا شبہ نہ پایا جائے۔ اور خدا کے کھلے کھلے معجزات (جو آپ کے ہاتھ پر ظاہر ہوئے ناقل) کے مکذب نہوں۔

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۶۵)

یہ حضرت مسیح موعود کا جواب جس کا منشا یہ ہے کہ جو شخص آپ کو زبان سے مسلمان کہتا ہے لیکن آپ کے دعاوی کا انکار کرتا ہے۔ اور نام بنام ان مولویوں کے کفر کا اعلان نہیں کرتا جنہوں نے آپ کو کافر ٹھہرایا۔ اور آپ پر ظاہر ہونے والے کھلے کھلے نشانات پر ایمان نہیں لایا وہ ہرگز ہرگز مسلمان نہیں۔ کیونکہ گو وہ حضرت اقدس کو زبان سے لاکھ مسلمان کہے درحقیقت وہ آپ کو مفتری علی اللہ اور اپنے دعاوی میں کذاب خیال کرتا ہے۔ پس جو شخص آپ کے دعاوی پر ایمان نہیں لاتا۔ بلکہ تکذیب کرتا ہے یا کم از کم خاموش ہے۔ اور صرف آپ کو مسلمان کہکر بری الذمہ ہونا چاہتا ہے۔ وہ درحقیقت حضرت کی تحریر کی رو سے منافقت کرتا ہے۔ ایسے مسلمان کس طرح کہا جا سکتا ہے

پس پیام صلح کے ایڈیٹر اور لائلپور کے شیخ صاحبان کا اس واقعہ کی طرف توجہ دلانا نادانی ہے۔ کیونکہ ہم یہ نہیں کہتے۔ کہ لوگ محض مرزا صاحب کو مسلمان نہ کہنے کے سبب سے کافر ہیں۔ بلکہ ہمارا دعویٰ یہ ہے کہ جو شخص آپ کے دعاوی کو تسلیم نہیں کرتا وہ آپ کو مفتری سمجھتا ہے اور خدا کے نزدیک مفتری علی اللہ سے بڑھ کر بڑا کافر کوئی نہیں۔ پس مکذب یا منکر دعوے مسیح موعودؑ ہرگز ہرگز مسلمان نہیں۔ خواہ وہ کہے کہ میں مرزا صاحب کو مسلمان سمجھتا ہوں۔ ہمارے نزدیک حسب تعلیم حضرت مسیح موعودؑ اسی وقت مسلمان ہوگا۔ جب وہ شرائط مرقومہ بالا کے مطابق عمل کرے گا۔ اور وہ یہ کہ آپ کے دعوے کو تسلیم کرے گا۔ اور ان علماء سے قولاً عملاً تحریراً تقریراً علیحدگی ظاہر کرے گا اور ان نشانات پر ایمان لائیگا جو حضور کے ہاتھ پر ظاہر ہوئے۔ اور اپنے دل کو نفاق سے صاف کرے گا۔ ورنہ ہم اس کے ایمان کو تسلیم نہیں کر سکتے۔ اور نہ کوئی احمدی احمدی رہ کر ایسا کر سکتا ہے۔ جیسا کہ پیغام اور اس کے ہمنواؤں نے کیا کہ صرف اتنے پر خوش ہو گئے۔ کہ چند لوگوں نے حضرت مرزا صاحب اور ان کے مریدوں کو مسلمان کہدیا۔ کیا وہ ہمیں یا ہمارے سید و آقا کو مسلمان نہیں سمجھینگے۔ تو ہمارا اسلام اسلام نہیں رہیگا۔ ہمارا اسلام تو بہرحال اسلام ہے۔ اور ہم اس کی ذرہ پروا نہیں کرتے کہ لوگ ہمیں کیا کہتے ہیں۔ کیونکہ خدا نے شہادت دی ہے کہ اس زمانہ میں پہلا مسلمان خود حضرت اقدس ہیں اور اب جو مسلمان ہوگا۔ وہ آپ ہی کے ذریعہ ہوگا۔ پس جو شخص آپ کے دعاوی کو قبول نہیں کرتا۔ اور آپ کو خدا تعالیٰ کا فرستادہ نہیں مانتا۔ وہ آپ کو صرف زبانی مسلمان کہدینے سے مسلمان نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ وہ درحقیقت آپ کو مسلمان نہیں سمجھتا۔

ولایت کا خط

تبلیغی کوششیں

اگرچہ موسم میں سردی بڑھتی جاتی ہے۔ مگر میری صحت اب بفضلہ تعالیٰ نسبتاً ترقی پر ہے۔ گذشتہ ہفتہ کے روز ایک انگریز خاتون نے جوکہ نومسلمہ ہیں بہت سے احباب کو اپنے مکان پر بلا کر دعوت کی۔ حضرت مفتی صاحب اور خاکسار بھی اس میں شریک ہوئے۔ کئی ایک نئے لوگوں سے ملاقات ہوئی۔ اور ان پر اپنے مشن کے اغراض ظاہر کئے گئے۔ ہندوستانیوں میں سے مسٹر عبد اللہ یوسف علی ریٹائرڈ آئی۔ سی۔ ایس سے بھی گفتگو کا موقعہ ملا۔ یہ صاحب مسیح موعود علیہ السلام کے بڑے مداح ہیں۔ اور آپ کی بڑی تعریف کرتے ہیں۔ مجھے کہنے لگے کہ آپ تو اس فریق قادیانی سے ہیں۔ جو کھلم کھلا اپنے مشن کو پیش کررہے ہیں۔ خواجہ صاحب تو ایسا نہیں کرتے۔ میں نے کہا ان کو دوسروں سے روپیہ کا لالچ ایسا نہیں کرنے دیتا۔

گذشتہ اتوار کے روز ہمارے مکان پر احباب کا خاصہ مجمع ہوگیا تھا۔ لیکچر کوئی خاص طور پر مقرر نہ تھا۔ مگر مذہبی گفتگو ہوتی رہی۔ ایک صاحب جو جزائر غرب الہند سے آئے ہیں۔ اور ڈاکٹری کے ایک خاص فن میں سپیشلسٹ ہیں اپنی بیوی سمیت آئے۔ گو بظاہر مسیحی ہیں۔ مگر عام مسیحیت سے بیزار ہیں۔ ان سے دیر تک گفتگو ہوتی رہی جس میں ان کو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پیش کی گئی۔ اور اسلام کا زندہ مذہب ہونا۔ اور اس کا ثبوت دیا گیا۔ اور حضرت مسیح موعودؑ کی آمد کی اطلاع دی گئی۔ ایک حد تک اتفاق کرتے رہے پھر بھی آنے کا وعدہ کیا۔ امید ہے آئندہ کسی ملاقات میں اللہ تعالیٰ ہدایت بخش دیگا۔

اس ہفتہ میں مسٹر ماڈلنگ جو مسعود قین میں سے ہیں۔ اور برادر مسٹر کار اور اس کی فیملی سے مکان پر جاکر ملاقات کی۔ اور اول الذکر سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سلسلہ الہامات۔ اور نبوت پر گفتگو ہوتی رہی۔

ہائیڈ پارک میں بھی ایک لیکچر ہوا۔ ایک یہودی فلاسفر اسلام اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراضات کرتا تھا۔ اس کا جواب دیا گیا۔ اور پھر اس مجمع میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مشن کو پیش کیا گیا حاضرین کی تعداد نمایاں تھی۔

ایک انگریز نومسلم احمدی کی تبلیغی کوششیں

مارتھر میں جو صاحب احمدی ہوئے تھے۔ وہ اپنے تازہ خط میں لکھتے ہیں۔ میں اب متواتر اپنے لیڈر احمد کی بابت لوگوں میں ذکر کرتا رہتا ہوں اور میرے چند ایک دوستوں نے رسالے بھی پڑھے ہیں۔ بعض ایسے لوگ ہیں جو خاص دلچسپی سے کتابیں پڑھتے ہیں۔ میں ان کتابوں میں ایک بڑی طاقت پاتا ہوں۔ جو موجودہ زمانہ کے بارے میں نہایت بیّن پیشگوئی کو ظاہر کرتی ہے۔

میں حیران ہوں کہ ہندوستان سے ایسی بڑی ترقی کی لہر چلی ہے۔ واقعی خدا نے ہماری ہدایت کے واسطے حقیقی صداقت کا پھر الہام کیا ہے۔

جب میں احمدیہ سلسلہ کی بابت گفتگو کرتا ہوں تو ایک بڑی بات جو ہمیشہ پوچھی جاتی ہے۔ اور یہ واقعی بجا اور معقول سوال ہے۔ کہ۔

احمد کون ہے۔

اس کے متعلق مفصل بتایا جاتا ہے۔ میں نے آپ کے رسالے پڑھنے کے واسطے لوگوں کو دیئے ہیں۔ جو ان کی سب باتوں سے اتفاق کرتے ہیں۔ سوائے اس امر کے جو ان کے مذہب کا اصل اصول ہے۔ کہ مسیح ہماری خاطر مصلوب ہوا۔ میرے خط سے یہ نہ سمجھ لینا کہ میں نے اس مسئلہ کی از سر نو بحث شروع کردی ہے۔ یہ آگے آپ کے اور میرے درمیان طے ہوچکا ہے۔

میرا صرف یہ منشا ہے۔ کہ ایک نہایت ہی مشکل امر ان لوگوں کے واسطے۔ جن کو نسلاً بعد نسلٍ مسیح کے ہماری خاطر مصلوب ہونے کی تعلیم دیجاتی رہی ہے۔ کوئی بڑی زبردست تبدیلی واقع ہو جس سے ہمارا مقصد حاصل ہوجائے۔

مجھے اس شخص سے بھی گفتگو کرنے کا اتفاق ہوا جس نے آپ کا مقابلہ مارکٹ ہال میں کیا تھا جب کہ آپ تقریر کر رہے تھے۔ کسی وقت تو وہ بہت معقول معلوم ہوتا ہے۔ ہاں تثلیث کے بارے میں وہ اپنے خیالات پر قائم ہے۔

آپ اطمینان رکھیں۔ کہ میں آپ کے رسالے تقسیم کرتا رہونگا۔ کیونکہ وہ نہایت معقول ہیں۔ اور مجھے یقین ہے کہ بہت سارے ان کے ذریعہ سے خدا کے اس فرستادہ کا حال معلوم کرینگے۔ ایک اور صاحب شمالی انگلستان سے تحریر کرتے ہیں

میں نے آپ کا رسالہ انگریزی "دو زمانہ کی ضرورت پوری ہوگئی" پڑھا ہے۔ میں بڑا ممنون ہونگا اور خوشی کی بات ہوگی اگر آپ اس قسم کے اور رسالے اور لٹریچر بھیجیں۔ سلسلے کے مفصل حالات اور احمد نبی اللہ کی زندگی کے حالات بھی ارسال کریں۔

اگر یہ سب کچھ صحیح ہے تو اس کی کثرت سے وسیع پیمانے پر اشاعت کرنی چاہیئے۔ کیا پریس میں اس کا چرچا شروع نہیں ہوسکتا"

نوٹ آجکل تو جنگ کی وجہ سے اشاعت کی کثرت میں بہت سی رکاوٹیں ہیں مگر یہ جنگ اب ختم ہونیوالا ہے اور ہمارے واسطے ہر جانب تبلیغ کے راستے کھلنے والے ہیں اس لئے اشاعت اسلام کے واسطے بہت سرمایہ کی ضرورت ہے۔ جسکو پورا کرنا ہمارے بھائیوں کا کام ہے خدا تعالیٰ توفیق دے

والسلام خاکسار عبد اللہ از لندن ۱۹- اکتوبر سنہ ۱۹۱۸ء

رسالہ تشحیذ کے وی پی آتے ہیں

جن خریداروں نے سنہ ۱۹۱۸ء کی قیمت تشحیذ نہیں دی انکو سنہ ۱۹۱۶ء کی بقایا کے ۲/ اور جن کی قیمت وصول در اگلوسنہ ۱۹۱۸ء کی قیمت کیلئے رسالہ ماہ جنوری سنہ ۱۹۱۹ء ۵ جنوری سنہ ۱۹۱۹ء

یورپ کی خبریں

مسٹر ولسن پیرس میں لندن ۱۴ - دسمبر - مسٹر ولسن آج صبح پیرس پہنچ گئے - ان کی سلامی میں ۱۰۱ توپیں سر ہوئیں - جنگی باجے نے قومی گیت گایا - موسیو پوانکار پہلے شخص تھے جنہوں نے مسٹر ولسن کا استقبال کیا -

ہنگامی صلح کی میعاد میں وسعت لندن ۱۴ - دسمبر - ٹریوس کا ایک تار مظہر ہے - کہ ہنگامی صلح کی میعاد ۱۷ جنوری کی صبح تک بڑھا دی گئی ہے - شاید اس کے بعد بھی بڑھا دی جائے - جب تک اتحادیوں کی مرضی کے مطابق معاہدات مصالحت پر دستخط نہ ہوں -

جرمنی کے لئے سامان خوراک لندن ۱۴ - دسمبر - ٹریوس کا ایک تار مظہر ہے کہ ہنگامی صلح کی وسعت اس امر کی متقاضی ہے - کہ ۲۵ لاکھ ٹن کے جہازات جو جرمن بندرگاہوں میں پڑے ہیں - بغرض اتحادیوں کے سپرد کردیئے جائیں کہ جرمنی میں خوراک پہنچائی جائے - جہازات جرمن ہی کی ملکیت رہینگے -

اتحادی روس میں لندن ۱۳ - دسمبر - اڈیسہ کا ایک تار مظہر ہے - کہ باشندوں کی درخواست پر ایک فرانسیسی بحری فوج انتظام کرنے اور ۵۰۰۰ جرمن سپاہیوں کو نکالنے گئے - جو بولشویکوں کے ساتھ ملکر قتل و غارت کر رہے ہیں - اڈیسہ میں اتری ہے - اسی سلسلہ میں برلن سے سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے کہ اڈیسہ خالی کیا جا رہا ہے -

جرمنوں کی طرف سے لیت و لعل لندن ۱۵ - دسمبر - پیرس - ہر وہبرگ نے ہنگامی صلح کی کمیشن کے سامنے اعلان پڑھا - جس میں اتحادیوں کی شرائط کی بڑھتی ہوئی سختیوں کا تذکرہ تھا - اور کہا کہ جرمن ان کی تعمیل نہیں کر سکتے - اور مطالبہ کیا

کہ ناکہ بندی موقوف کردی جائے - جنگی قیدی چھوڑ دیئے جائیں - اور معاہدات مصالحت پر عمل کیا جائے -

کرنیل لارینس اور افواج عرب لندن ۹ - دسمبر - اخبار ڈیلی میل رقمطراز ہے - کہ کرنیل ٹی ای - لارینس جو دو برس تک افواج عرب میں سٹاف افسر رہ چکے ہیں - انگلستان پہنچے ہیں - ان کی فوجی خدمات کی عربوں نے ایسی قدر کی کہ ایک شریف کی طرح ان کے ساتھ برتاؤ کیا جاتا تھا - اور ان کو امیر کا اضافی درجہ عطا کیا گیا - کرنیل لارینس مسند فوج شریف فیصل کے ساتھ ۳۰ ستمبر کو دمشق میں داخل ہوئے تھے - شریف فیصل اس وقت پیرس میں فرانسیسی گورنمنٹ کے دوست اور مہمان کی حیثیت میں مقیم ہیں - کرنیل لارینس ۱۹۱۴ء کے موسم گرما میں دفتر جناب میں تھے اور اس کے کچھ عرصہ بعد مصر میں بھیجے گئے تھے چونکہ وہ عربی زبان جانتے تھے - اس لئے عرب میں مختلف خدمات پر مامور کئے گئے -

معزول قیصر پر لائل کی ماؤں کا دعویٰ پیرس ۱۱ - دسمبر - لائل کی چند ماؤں نے مشترکہ طور پر قیصر کے خلاف ایک باضابطہ مقدمہ اس بنا پر دائر کیا ہے کہ قیصر ہی کے حکم سے گذشتہ ۱۰ اپریل ۱۹۱۶ء کو ان کی نابالغ لڑکیاں بھگا لی گئیں تھیں - اور ان کے ساتھ نہایت شرمناک برتاؤ کیا گیا - اور زنان بازاری کے ساتھ انہیں خلط ملط کرکے جرمن سپاہیوں میں تقسیم کیا گیا -

پرتگال کا پریزیڈنٹ گولی مار کر ہلاک کیا گیا لندن ۱۵ - دسمبر - پرتگال کا پریزیڈنٹ سائیڈونیو پائیس نصف شب کے وقت جب وہ اپورٹو کو جانے کے لئے ریلوے سٹیشن کو جا رہا تھا - قتل کیا گیا ایک جوش میں آئے ہوئے ہجوم نے قاتل کا کچومر نکال دیا - پریزیڈنٹ پائیس ایمبولینس سٹیشن میں مر گیا -

ہندوستان کی خبریں

جشن فتح کے اموات اخبار عام بحوالہ سول اینڈ ملٹری گزٹ راوی ہے کہ ۲۷ - نومبر کو فتح کے میلہ میں ۳ - آدمی ہلاک ہوئے - ۱۵ - اشخاص زخمی ہوئے - ان میں سے ایک یا دو کے سوا باقی اشخاص کو خفیف زخم آئے -

لاشوں سے گنگا کے پانی کو خراب کرنے کی کوشش اخبار لیڈر لکھتا ہے - کہ شہر الہ آباد میں پھاپھامن ریلوے پل اور دریا گنج کے مابین کم از کم (۱۷۵۸) لاشیں دریائے گنگا میں بہتی ہوئی شمار کی گئیں - چند سربر آوردہ شہریوں نے ان لاشوں کے گننے کے لئے کشتیوں میں تمام دن صرف کیا -

ایک فرانسیسی وفد ایم بینیسٹ ایم بلومیہ اور ایم آرنیٹ کا ایک وفد ۲۹ - کو پیرس سے روانہ ہوا ہے - جو کرسمس کے زمانہ تک ہندوستان پہنچ جائیگا - یہاں یہ لوگ ینگ مین کرسچین ایسوسی ایشن کے سلسلہ میں جنگ کے بعد کی فرانس و بلجیم کی حالت پر لیکچر دیں گے -

پشاور میں آتشزدگی لاہور و امرتسر کے مابین یکم دسمبر سے سلسلہ ٹیلیفون قائم ہوگیا ہے - ۳ منٹ کیلئے ۲ روپیہ گفتگو کی فیس ہو رہے -

ضلع اٹک میں ڈاکے اخبار ذوالفقار راوی ہے کہ ضلع اٹک کے مقامات ملٹہ اور سہالہ متصل پنڈی گھیپ میں ڈاکہ ڈالنے کی وارداتوں کی خبر موصول ہوئی - ڈاکو کسی مکان کی چھت پر کھڑے ہوکر بندوق چلا دیتے ہیں - تاکہ گاؤں کے باشندے خوف زدہ ہوجائیں - اور اس کے بعد مکان کو لوٹنا شروع کردیتے تھے - ملٹہ میں ڈاکوؤں نے مالک مکان کے بیٹے کو پکڑ لیا - اور جب تک ۵۰۰۰ روپیہ ادا نہ کیا اسے نہیں چھوڑا گیا -

حضور نظام کی فیاضی حضور نظام نے اختتام جنگ کی خوشی میں اپنی غریب رعایا کے لئے اڑھائی لاکھ

باہتمام شیخ عبد الرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر مالکان کیلئے شائع ہوا